عبد النبی و عبد الرسول نام رکھنے کا ثبوت

از قلم

مخدوم اہلسنت فیضِ ملت محدث وقت حضرت علامہ
محمد فیض احمد صاحب اویسی رضوی مدظلہ العالی

ناشر:

مکتبہ اُویسیہ رضویہ

سیرانی روڈ

بہاولپور

عبد النبی و عبد الرسول نام رکھنے کا ثبوت

از قلم

محدث دوران شیخ القرآن استاذ العلماء حضرت علامہ

الحاج محمد فیض احمد اویسی صاحب

مدظلہ العالی

باھتمام

صوفی مختار احمد قادری اویسی

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور پاکستان

5/-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ لا سیما علی محمد ن المصطفیٰ وعلی آلہ واصحابہ البررۃ التقی وانقی۔

امابعد!

عبدالرسول وعبدالنبی، عبدالمصطفیٰ وغیرہ نام رکھنا مسلمان ہونے کا نشان ہے۔ اور مسلمانوں کے بے شمار فرقے ہیں یہ نام اسکی دلیل ہے کہ مسمّیٰ اس فرقہ سے تعلق رکھتا ہے۔ جیسے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت ہے۔ اور مُسلّم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت وعشق کے بغیر اسلام جسم بے جان ہے اور یہی امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا امتیازی نشان ہے۔ ورنہ بے شمار امتیں گذریں انہیں یہ امتیاز نصیب نہ ہوا یہود ونصاریٰ ودیگر دشمنان اسلام کو حیرانی ہے کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے امت کو اتنا پیار کیوں۔ اسی لئے وہ ایڑی چوٹی کا زور لگا کر امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے دولت عشق ومحبت اس کے دل سے مٹانا چاہتے ہیں لیکن الحمدللہ وہ جتنا زور لگاتے ہیں۔ امت کو عشق ومحبت میں اضافہ نصیب ہو رہا ہے ان یہود ونصاریٰ کو دور کی سوجھی کہ انہوں نے مسلمانوں میں ایسے فرقے کھڑے کئے کہ عوام کے دلوں میں سے حضور علیہ السلام کی محبت وعشق کا جوہر چرا لیا جائے۔ چنانچہ ان کے منتخب گروہ میں سے ایک خصوصی فرقہ صرف اس دھن میں ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی محبت وعشق کے عقائد ومسائل کو شرک وبدعت کے کھاتہ میں ڈالا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس گروہ کا شب وروز یہی مشغلہ ہے۔ کہ وہ امت میں عشق ومحبت والوں کو مشرک وبدعتی گردانیں۔ ان مسائل میں ایک مسئلہ عبدالنبی عبدالرسول، ودیگر وہ اسماء جو نبوت وولایت سے پیار کی دلیل ہیں

سب کو شرک و بدعت کے فتویٰ کا نشان بنائیں ورنہ اسلامی تاریخ کے اوراق گردانیں تو واضح ہوگا کہ اس شرک و بدعت کے نجدی، وہابی، دیوبندی فتویٰ سے پہلے عبدالنبی، عبدالرسول کے نام کے نہ صرف عوام بلکہ بڑے بڑے علماء اور مشائخ گذرے ہیں جنکی مختصر فہرست آخر میں عرض کی جائیگی (انشاء اللہ)

اسی لیے اہل اسلام سے اپیل ہے۔ کہ اس گروہ کے شرک و بدعت کے فتویٰ کو بالائے طاق رکھ کر حقیقت پر مبنی مسائل و عقائد پر جم جائیں - اسی کا نام اسلام کی پختگی ہے - اللہ ہم سب کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق میں وافر حصہ نصیب فرمائے، آمین -

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور

۲۳، ذلیقعد سنہ ۱۳۹۱ء

مقدمہ

عبدالنبی، عبدالرسول ودیگر اسماء سے ہمارا مقصد مسمی کیلئے برکت کا حصول ہے کیونکہ اسم کی مسمی میں قدرتی تاثیر ہوتی ہے۔

چنانچہ احادیث مبارکہ میں ہے۔

۱۔ حضرت سعید ابن مسیب ابن حزنؓ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے دریافت فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا حزن (آپ کو یہ نام مکروہ معلوم ہوا۔ کیونکہ حزن بالفتح کے معنی عربی میں سخت زمین کے ہیں اس لیے ارشاد فرمایا کہ نہیں تم سہل ہو (یعنی سہل نام رکھو جس کے معنی نرم کے ہیں) حزن نے کہا کہ تو اس نام کو نہ بدلوں گا جو میرے باپ نے میرے لیے تجویز کر دیا ہے حضرت سعید فرماتے ہیں کہ ہمارے دادا کے اس نام پر قائم رہنے کا یہ اثر ہے کہ آج تک ہم سب میں (جو ان کی اولاد ہیں) حزونت یعنی شدت وغلظت کا اثر موجود ہے۔ (بخاری شریف)

ف۔ اسی لیئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بہت اہتمام تھا کہ ہمیشہ نام ایسا رکھا جاوے کہ جس کے معنیٰ مبارک و نافع ہوں،

۲۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں تھے۔ کہ دو پہاڑوں کے پاس پہنچے لوگوں سے اس کا نام دریافت کیا بتلایا گیا۔ کہ ایک کا نام فاضح (رسوا کرنے والا) اور دوسرے کا نام مخزی ہے (ذلیل کرنیوالا) ہے آپ نے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان کا راستہ چھوڑ کر دوسرا اختیار فرمایا

کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹنی کا دودھ نکلوانا چاہتے تھے، صحابہ کرام کی ایک جماعت موجود تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کا دودھ کون نکالے گا۔ جماعت میں سے ایک شخص کھڑا ہوا کہ میں اس کا دودھ دوہوں گا۔ آپ نے

نام پوچھا تو کہا مرّہ رجس کے معنی کڑوا پن) آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ. پھر ارشاد فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا. ایک شخص کھڑا ہوا کہ میں اس کا دودھ دوہوں گا. آپ نے نام پوچھا تو اس نے حرب بتلایا رجس کے معنی لڑائی اور جنگ کے ہیں) آپ نے اس کو بھی بٹھلا دیا اور پھر فرمایا کہ اس کا دودھ کون دوہے گا. تیسرے ایک صاحب کھڑے ہوئے آپ نے ان کا نام پوچھا تو یعیش بتلایا رجس کے معنی زندہ رہنے کے ہیں) ان کو آپ نے دودھ دوہنے کی اجازت دی (موطا امام مالکؒ)

فائدہ - معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ نے اسم و مسمّٰی میں ایک ربط رکھا ہے جس شخص کے لیے جو حالات و افعال علم الٰہی میں مقدر ہوتے ہیں انہیں کے مناسب نام اس کے ماں باپ کے قلب میں ڈال دیتے ہیں. (مدارج النبوۃ)

فیصلہ حق

عبد النبی، عبد المصطفیٰ و عبد الرسول و دیگر اختلافی اسماء اہلسنت نبوت و ولایت سے عشق محبت کی وجہ سے نسبت جوڑتے ہیں. اور انہیں یہ اسماء منجانب اللہ القاء ہوتا ہے. اب فیصلہ ربانی کے محض ایک وہم و گمان پہ رعبد بمعنی عبادت گذار ہے) شرک کا فتویٰ دینا اپنی عاقبت و انجام برباد کرنا ہے - جبکہ خود شرک کے مفتیوں کو اعتراف ہے کہ عبد بمعنی خادم، غلام، نیاز مند بھی آتا ہے اور الحمد اللہ اہلسنت یہی مراد لیتے ہیں کبھی کسی کے وہم و گمان تک بھی نہ ہو گا. کہ یہاں عبد بمعنی عباد تگذار ہے لیکن خود وہم پیدا کر کے کسی کو مشرک کہہ دینا آج آسان ہے. لیکن کل قیامت میں یہ سودا گھاٹے کا ہے.

حقیقت و مجاز

عبد کا حقیقی معنیٰ عبادت گذار اور مجازی معنی ہے. خدمت گذار، نیاز مند وغیرہ اور اصول فقہ اور علم کلام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عرف کو حقیقت و مجاز ہر دونوں پر غلبہ ہے اور عرف

میں عبد جب غیر اللہ کی طرف مضاف ہو تو حقیقی معنی بالکل نہیں ہوتا جیسے عبدالدینار و عبدالدرہم و عبدالدنیا وغیرہ دوسرا قاعدہ اسی کے ساتھ اصول میں ہے حقیقت متروک ہو تو مجازی معنی کو ترجیح ہے۔ یہاں تک کہ فقہ میں کتاب الایمان اسی قاعدہ پر بے شمار مسائل کو حل کیا گیا ہے۔

لطیفہ یہ قواعد مخالفین نہ صرف جانتے ہیں بلکہ روزانہ بار ہا پڑھتے ہیں پڑھاتے ہیں۔ لیکن ضد بری بلا ہے یہ دوزخ میں جانا منظور کراتی ہے۔ لیکن چھوڑتی بالکل نہیں، ابلیس کو بھی جب آخرت میں آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا کہا جائیگا تو اس وقت بھی یہی کہے گا۔ کہ دوزخ میں جانا منظور ہے۔ لیکن آدم علیہ السلام کو سجدہ ہرگز نہیں کروں گا۔ روح البیان تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کی کتاب ،، ابلیس تا دیوبند

مولوی اشرف علی تھانوی کا اقرار و انکار

چور کی عادت ہے کہ جب مار پڑتی ہے تو چوری مان جاتا ہے لیکن کچھ مہلت مل جائے تو وہی انکار، یہی حال دیوبندی بیمار امت کے حکیم صاحب کا ہے جب کانپور کی ملازمت اور حاجی امداد اللہ کا سایہ تھا پایا سر پر تھا تو سنی بنا رہا حاجی صاحب کی ہجرت مکہ کے بعد تھانوی وہی وہابی کا وہابی پھر یہی حال عبدالرسول و عبدالنبی نام رکھنے کے جواز و عدم جواز کا ہے۔ شمائم امدادیہ و شرح مثنوی وغیرہ میں جائز لکھتا کہتا رہا لیکن جب مذکورہ بالا عوارض ختم ہوئے تو بحث کو کئی غوطے دینے کے بعد لکھا کہ میں نے اس تحقیق سابق سے رجوع کیا ہے۔ فقیر ،، ماہنامہ ،، فرقان بریلی ،، بابت محرم الحرام و صفر ۱۳۹۱ھ کے صد ۱۰ تا ۱۶ کے اقتباسات عرض کرتا ہے۔

مولوی منظور سنبھلی مدیر رسالہ لکھتا ہے کہ بیس ماہ صفر ۱۳۶۱ھ دوسرے ہفتے

میں ناچیز مدیر الفرقان کو تھانہ بھون حضرت حکیم الامت مدظلہ کی خدمت میں حاضری کا موقعہ ملا عرصہ سے شمائم امدادیہ کی ایک عبارت (عبادی الخ) کو بعض اہل بدعت مصنفین عبدالنبی اور عبدالرسول نام رکھنے کے جواز کے لیئے بطور سند بھی استعمال کیا ہے ناچیز کو کھٹکتی ہے۔ اس کے جتنے حصے کا تعلق حضرت مولانا تھانوی سے تھا۔ ناچیز نے اسکی طرف توجہ منعطف کرائی۔ حضرت نے حسب عادت کریمہ بلاتوقف دتامل ارشاد فرمایا کہ وہ عبارت نقل کر کے میرے پاس بھیجدی جائے میں اس سے رجوع کا اعلان کردوں گا صدا)

مولوی منظور واپس بریلی پہنچ کر سوال لکھا جس کا مقصد وہی تھا جو اوپر مذکور ہوا صد۱۱، اس کے جواب میں تھانوی نے پانچ صفحے سیاہ کیئے اس چھوٹے سے مسئلے کے لیئے چار مقدمات لکھے پھر عبد کے چار معانی کیے۔ اس کے بعد پرنالہ وہیں گرا اولیا اللہ صوفیہ کرام کی اور خود آنجناب پہلے مشرک رہے اسی لیے لکھا کہ الحمد اللہ میں اس سے پندرہ سال پہلے رجوع کر چکا ہوں۔ (امداد الفتاوی $\frac{۵۹۶}{۵ ج}$ حاشیہ الفرقان صد۱۶ اس رجوع کے بعد وہی وہابی کے وہابی۔

اس سے ناظرین خود سوچیں کہ یہ کیا چکر ہے۔ کہ مرشد مشرک اور مرید موحد یا یوں کہو پیر بریلوی اور مرید وہابی، مزید تفصیل فقیر کی کتاب ہدایت اللہ فی مسلک حاجی امداد اللہ میں پڑھیے۔

اختلافی اسماء

عبدالنبی، عبدالرسول، عبدالمصطفی، اسی طرح لفظ عبد کسی محبوب خدا کی طرف مضاف اور غلام غوث، غلام نبی، غلام محمد، غلام رسول، (اسی طرح لفظ غلام کسی محبوب خدا کی طرف مضاف ہو جیسے غلام حسن، غلام حسین، وغیرہ وغیرہ، پیر بخش محمد بخش، احمد بخش، نبی بخش، حسن بخش حسین بخش، علی بخش، غوث بخش، (اسی طرح بخش سے پہلے کسی محبوب خدا

کا نام ہونا۔ ہمارے نزدیک جائز ہے۔ دیوبندیوں، وہابیوں، نجدیوں کے نزدیک ناجائز ہی نہیں بلکہ شرک ہے۔ (تقویۃ الایمان، بہشتی زیور وغیرہ وغیرہ)
اگرچہ اس قسم کے اسماء انکے آباؤ اجداد کے بھی ہیں۔ اسکی تفصیل آتی ہے (انشاءاللہ)

وجہ اختلاف

وہی پرانا اصول کہ ہم اہلسنت محبوبانِ خدا کی نیازمندی اور غلامی کو اسلام کی روح سمجھتے ہیں اور وہ اسے شرک کہتے ہیں۔ ہم اسے مجاز سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور وہ مجاز کو نہیں مانتے وہ بھی محض ضد سے ورنہ خود دوسرے مقامات پہ ہم سے بڑھکر مجاز کا دامن پکڑتے ہیں۔ ہم محبوبانِ خدا کی شفاعت کے قائل ہیں۔ اسی امید پر ایسے اسماء سے موسوم ہوتے ہیں۔ جو شفاعت کی امید و رجاء پر دال ہیں۔ جیسا کہ روایات و حکایات سے ثابت ہے۔ کہ بہت سے خوش نصیب لوگ قیامت میں بلکہ قبر میں بھی محبوبانِ خدا کی نسبت سے نجات پاتے ہیں اور نجات پائیں گے۔ لیکن مخالفین کو ضد ہے تو محبوبانِ خدا سے کہ انکی شفاعت سے انکار ہی انکار ورنہ اعمال صالحہ پر تو وہ بھی وہی امید رکھتے ہیں جو ہم اہلسنت انبیاء و مرسلین اور صالحین اولیاء کاملین سے لیکن یاد رہے کہ اعمال صالحہ کی عدم قبولیت سے نجات مخدوش ہو جاتی ہے۔ لیکن حب درویشاں کلید جنت کے طریق سے بھی نقصان اور گھاٹا نہ ہوگا۔ اللہ نے فرمایا "الاخلاء یومئذ بعضهم لبعض عدو الا المتقین" آج قیامت میں دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے۔ سوائے متقین (اولیاء انبیاء کے) اسی لیے مشہور شعر ہمیں خوب آتا ہے

کسی کو ناز ہے اطاعت کا عبادت کا۔ ہمیں ناز ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا

فی سبیل فساد

نجدی وہابی تحریک سے پہلے ایسے اسماء بہت بڑے اولیاء کاملین اور علماء صالحین بلکہ مخالفین

کے آباؤاجداد کے موجود ہیں۔ جنکی فہرست آپکی (انشاءاللہ) چونکہ دیوبندی
اور غیر مقلدین وہابی نجدی تحریک کے علمبردار ہے اسی لیئے اختلاف کرتے
ہیں۔ اور اسے کہاجاتا ہے۔ (فی سبیل اللہ فساد) ورنہ جھگڑا شرعی، اسلامی
ہوتا تو اسلاف صالحین رحمہ اللہ اپنے اسماء سے موسوم نہ ہوتے۔

باب ۱

قرآن مجید میں شرک کی مذمت کے ساتھ اس کے اقسام والواع کو واضح طور
پر بیان فرمایا گیا ہے۔ اسمیں معمولی سے معمولی شائبہ کو کھلم کھلا بتایا ہے اور
توحید کے ساتھ رسالت سے تعلق اور اسکی تعظیم و تکریم و آداب بھی
خوب سکھلائے ہیں ذیل میں فقیر قرآنی مضامین سے ثابت کرتا ہے۔ کہ عبدالنبی
و عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے۔

آیت ۱۔ وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ۔
اور نکاح کرو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور
کنیزوں کا۔ اس عبارت میں عباد کو کم کی طرف مضاف کیا گیا ہے۔ یعنی تمہارے
بندے قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ
رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ اے محبوب فرمادو کہ میرے وہ بندے جنہوں نے اپنی
جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس یاعبادی میں دو احتمال
ہیں۔ ایک یہ ہے کہ رب فرماتا ہے کہ اے میرے بندو۔ اس دوسری صورت
میں عباد رسول اللہ مراد ہوئے۔ یعنی حضور علیہ السلام کے غلام اور امتی، دوسرے
معنی کو بھی بہت سے بزرگان دین نے اختیار فرمایا۔ مثنوی شریف میں فرماتے ہیں
ے بندہ خود خواند احمد در رشاد، جملہ عالم را بخوان قُلْ یَا عِبَاد
حضور علیہ السلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا۔ قرآن میں پڑھ لو قُل یا عباد
حاجی امداد اللہ صاحب رسالہ نفحہ مکیہ ترجمہ شمائم امدادیہ صفحہ ۱۳۵ میں فرماتے ہیں

عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ، الآیۃ، مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ، الآیۃ، آپ کہہ دو میرے بندو،

تائید مزید تھانوی

تھانوی مرشد نے ملفوظ کی مزید تائید لکھی کہ قرینہ اگر مرجع اس کا اللہ ہوتا تو من رحمتی، فرماتا تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی، (شمائم صـ ۱۳۵)

پھر حاشیہ پر لکھا کہ البتہ بمعنی بملوکہ لیکر توجیہ ممکن ہے ع

۳۔ قل یعبادی، میں ضمیر متکلم سے حضور علیہ السلام مراد ہیں نہ صرف حاجی امداد اللہ رحمہ اللہ نے مراد لی ہے۔ بلکہ جملہ صوفیہ کرام یہی معنی مراد لیتے ہیں اور عبد بمعنی مطیع ہے۔ اور عبد بمعنی عباد تگذار کا خطرہ نہ صرف دیوبندیوں کو ہے۔ بلکہ منافقین کو بھی خطرہ کھا گیا ہے۔

منافق اور وہابی

تفسیر مدارک وغیرہ میں ہے۔ کہ کسی صحابی نے عبداللہ ابن ابی (منافق) کو کہا کہ چل تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی دلوا دیں۔ اس نے جواباً کہا۔

قلتم لی صل فصلیت قلتم لی صم فصمت فما بقی لی ان اسجد محمداً صلی اللہ علیہ وسلم،

تم نے کہا نماز پڑھو میں نے نماز پڑھی تم نے کہا روزہ رکھو میں نے رکھا بس صرف یہی رہ گیا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو سجدہ کروں۔

یعنی منافقین کے نزدیک جس حد تک صحابہ کرام حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کرتے۔ انکے نزدیک شرک ہے یعنی جو حد اسلام

ع۔ یہ ناک موم کی تھی جسے تھانوی نے خود کاٹ ڈالی۔ یعنی اس توجیہ سے رجوع لیکن نیچے دروں نیچے بروں، دیکھئے الفرقان صـ ۱۶۔

فائدہ عبد کی نسبت غیر خدا کی طرف قرآن وحدیث واقوال مخالفین سے ثابت ہے عرب میں عام طور کہتے ہیں عبدی حُرّیتی شاعر کہتا ہے۔ ع اَنُوَاهِبُ المائَةِ الهجانِ وعبدِها۔

وہ عطا کنندہ ہے سو اونٹوں اور انکے خدمت گاروں کا اس شعر میں عربی شاعر نے عبد بمعنی خادم استعمال کیا ہے۔

اور اصول فقہ وعلم کلام شاہد ہیں کہ اشعار عرب کے استعمالات و اصطلاحات اسلام کو کافی دخل ہے۔

اسی لیئے درس نظامی میں سبعہ معلقہ جیسی غیر مہذب کتاب علم عربی کا کا لخزسمجھا جاتا ہے۔ صرف اس لیے کہ عربی اشعار سے اصطلاحات واستعمالات کا علم ہوتا ہے۔ جب قرآن وحدیث اور اشعار عرب میں عبد بمعنی خادم ہے تو پھر ایسے اسماء سے کیوں گھبراتے ہیں۔ صرف اس لیے کہ یہ اسماء اہل حق رکھتے چلے آرہے ہیں دراہل حق کی ہر بات انگریز بدنہاد کو ناگوار ہے۔ اور نجدی نے انگریز برطانیہ سے معاہدہ کیا کہ اہل اسلام کے نشانات وعلامات مٹا کر چھوڑے گا۔ اور دیوبندی وہابی نجدی اور انگریز کی حمایت میں ایسی حرکتیں کر رہے ہیں۔

تحقیق العبد عبودیت (عبد ہونا) کا اطلاق دو معنی پر آیا ہے۔ بندگی غلامی عام ہر دو معنے آپسمیں نسبت اتحادی رکھتے اور واحد المآل ہیں لیکن باعتبار استعمال عرف عام تعدد خفیف سے خبر دیتے ہیں چنانچہ معنے اول سے تبادر ذہن کا عبادت اور طاعت الٰہی کی طرف ہوتا ہے۔ اور ثانی سے خلاف حُریت کی طرف، پس بعلت عموم اگرچہ اعتباری ہی کیوں نہ ہو لفظ عبد عام ہے۔ مع ہذا وہ فرد جو اسکو منشاء کفر اور ضلال قرار دیتے ہیں متعین کر کے واضع اور موضوع لہ کو مشرک گردانتے ہیں اور بر تقدیر احتمال ثانی جو مجازاً اطاعت وخلوص ہوا تو اہی خبر دیتا ہے

تاویل کو تختہ دل سے محو کرنا خارج از انصاف ہوگا ، الفاظ کثیر المعانی
تین اقسام پر ہیں مشترک حقیقت مجاز منقول ، پس اگر مشترک نہیں تو یہ بھی
ظاہر ہے کہ باعتبار ان ہر دو معنے اپنے کے حقیقت مجاز بھی نہیں اس
توجیہ کی رو سے منقول ہوگا۔ شرعی یا عرفی ۔ اصطلاحی جو بھی مراد لیا
جاوے ترک منقول عنہ کی بالکلیہ لازم نہیں آتی۔ جیسے لفظ صلوٰۃ سے دعا
دابہ سے عام جانور جو زمین پر چلنے والے ہیں۔ اور فعل سے معنے مصدری
لیے جا سکتے ہیں۔ اسی طرح لفظ عبد سے مجازاً مطیع اور فرمانبردار مراد
لے لینا بھی کچھ بعد نہیں رکھتا ورنہ حصر مذکور باطل ہو جاوے گا۔ اور یہ
خلاف مفروض بلکہ صریح البطلان ہے عجیب بات تو یہ ہے کہ بعض اہل
فضل جو عبد الرسول و امثالہ کی نسبت واضع موضوع لہ دونوں کو مشرک بنانے کے
لیے تیار ہیں ۔ اگر کسی نفس پرور کی ذم کرنے کا ارادہ کریں ۔ تو اس کے حق
میں عبد البطن عبد القفا وغیرہما کو بے تکلف استعمال کر لیتے ان کے قاعدہ
پر غلام مرتضی ۔ عبد القفا شرک ہے ۔ گویا نبوت و ولایت کی دشمنی میں کفر
غلام مرتضے کو دیا ۔ ایمان عبد القفا و عبد الدولۃ و عبد الدرہم و عبد الدینار
و عبد الدنیا وغیرہ کو دے دیا ۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ پچھلے اسماء شرک نہیں۔
(یہ عجیب منطق ہے)

قاعدہ اسماء الٰہیہ مشترکہ سے مخلوق کے نام رکھنا بالاتفاق جائز ہے
مثلاً عبد العلی ، عبد الحی ، عبد السمیع ، عبد الحلیم وغیرہ اس
لیے کہ علی و حی و سمیع حلیم ، اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء اور ان کا اطلاق بندوں
پر بھی ہوتا ہے ۔ تو علماء کرام نے فرمایا یہ اسماء اس لیے جائز ہیں کہ
عبد کی نسبت حقیقی اللہ تعالیٰ کے لیے ہے ۔ ایسے ہی عبد النبی و عبد الرسول
وغیرہما کو سمجھ لیں۔

اطلاقات عبد

عبد صرف عبادت گذار نہیں بلکہ ذیل کے مثلہ بمعنی محب، نیاز مند، خدمتگار کے معانی میں بھی مستعمل ہوا ہے۔

۱۔ غنیۃ الطالبین میں "الانسان عبد الاحسان"، انسان احسان کا عبد ہے۔

۲۔ تفسیر کبیر میں ہے۔ اِنَّ الْمُنْعَمَ عَلَیْہِ کَالْعَبْدِ لِلْمُنْعِمِ "، جس پر انعام کیا وہ انعام کرنے والے کا عبد کی مانند ہے۔

۳۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا قول نقل فرمایا کہ اِنَا عَبْدُ مَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا "، حاشیہ درمختار" میں اس کا عبد ہوں جس نے مجھے ایک حرف پڑھایا (لطیفہ) مخالفین میں بھی سید کہلوانے والے بہت ہیں۔ جب ان پر اعتراض ہوا تو کہ احادیث میں سید غیر اللہ کے لیے بولنا ممنوع ہے جنا یا" کہا کہ اللہ تعالےٰ حقیقۃً سید ہے اور ہم مجازاً تو پھر یہاں کیوں نہیں کہتے ہیں کہ عبد کا حقیقی معنی عبادت گذار اور عبد النبی و عبد الرسول وغیرہ میں بمعنی نیاز مند و محب وغیرہ کے ہیں۔

عبد المصطفیٰ و عبد الرسول

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا۔ عبد بمعنے غلام تابعدار خادم قال تعالیٰ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ وَالصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکُمْ وَاِمَائِکُمْ۔

۲۔ قال علیہ السلام لیس علی المسلم فی عبدہ ولا فی فرسہ صدقۃ"،

۳۔ قال عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنت عبدا و قال ھٰذا فی مختصر الصحابہ رضی اللہ عنہم، ازالۃ الخفاء (الشاہ ولی اللہ رحمہ اللہ)۔

۵۔ قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ لما اشتریٰ بلالاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ
ما ہر دو بندگان کوئے تو، کردمش آزاد ھم بر روئے تو۔

هذا الخطاب للنبی صلی اللہ علیہ وسلم، والواقعہ وهذا البیت فی المثنوی المعنوی لمولانا رومی رومی قدس سرہ۔

۵۔ قال تعالیٰ قل یعبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسہم (الآیۃ)

قیل الیاء المضافۃ الیہا العباد لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم کذا قال اشرف علی تھانوی فی حاشیۃ شمائم امدادیہ وقال مولانا رومی قدس سرہ ہے

بندہ خود خواند احمد در رشاد　　جملہ عالم را بخوان قل یعباد"

والتفصیل فی الرسالۃ " بذل الصفا لعبد المصطفیٰ، لسیدی شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ۔

۷۔ وقال سیدنا سہل بن عبد اللہ التستری (رضی اللہ عنہ) من لم یر　　النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی نفسہ حاکماً لم یذوق حلاوۃ الایمان"

ترجمہ عبارات مسطورہ بالا۔

۱۔ بے شوہر عورتوں کے نکاح کرو اور نیک لوگوں کے تمہارے غلاموں اور کنیزوں میں سے۔

۲۔ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر کوئی صدقہ (زکوٰۃ) نہیں۔

۳۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ اور میں آپ کا غلام اور یہ مجمع صحابہ رضی اللہ عنہم میں کہا (فائدہ) اس سے ثابت ہوا کہ خود کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد بمعنی غلام کہنا سنت ہے۔ اس لیے کہ یہ حدیث تقریری ہے۔ اور مجمع صحابہ میں کہا گیا تو اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اور قائل فاروق اعظم رضی اللہ عنہم ہیں اور بحکم "علیکم لسنتی وسنۃ

الخلفاء الراشدین۔ اور میری سنت اور خلفائے راشدین کے طریقہ کو لازم پکڑو۔

الحمد اللہ ہم اہلسنت اس ارشاد گرامی پر عمل کرتے ہیں۔ تو انشاء اللہ کل قیامت کے دن اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں سرخرو ہوں گے۔ اور منکروں کو انکار کی سزا اور شفاعت سے محرومی۔

۴۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خریدا تو حضور علیہ السلام سے عرض کی کہ ہم دونوں آپ کے غلام ہیں۔ اور آپ کے صدقے میں نے اسے آزاد کیا۔ اور یہ خطاب حضور علیہ السلام کو ہے۔ اور واقعہ اور یہ شعر مثنوی شریف میں ہے۔ (تفصیل فقیر کی کتاب ،صدائے نوی، میں دیکھئے۔

۵۔ اللہ فرماتے ہیں اے میرے بندو جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا بعض نے کہا یا جسکی طرف عباد کا مضاف ہے اس سے مراد ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ایسے ہی مولوی اشرف علی تھانوی نے شمائم امدادیہ میں لکھا۔

۶۔ حضرت مولانا رومی قدس سرہٗ نے مثنوی شریف میں فرمایا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہم سبکو اپنا بندہ کہا کہ جملہ عالم کو اے میرے بندو فرمایا اس کی مزید تفصیل امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ کے رسالہ بذل الصفا میں ہے۔

۷۔ سیدنا سہل بن عبداللہ تستری رحمہ اللہ نے فرمایا جس نے خود پر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت نہ مانی ایمان کی لذت نصیب نہ ہوئی۔

عبدالنبی کے معنے ہوئے نبی کا غلام عالمگیری کتاب الکراہیت باب تسمیۃ الاولاد میں ہے وَالتَّسمِیَۃُ بِاِسْمٍ یُوجَدُ فِی کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی جَائِزَۃٌ

كَالْعَلِيِّ وَالرَّشِيْدِ وَالْبَدِيْعِ لِاَنَّهٗ مِنَ الْاَسْمَآءِ الْمُشْتَرَكَةِ دَيُرَاُدْ فِيْ حَقِّ الْعِبَادِ مَا لَا يُرَادُ فِيْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى كَذَا فِي السِّرَاجِيَةِ، جو نام قرآن شریف میں پائے جاتے ہیں۔ اور اُن کے نام رکھنا جائز ہے۔ جیسے کہ علی یا رشید اور بدیع کیونکہ اسماء مشترکہ میں سے ہیں۔ اور بندے کے لیے ان کے وہ معنی مراد ہوں گے۔ جو کہ اللہ کے لیے مراد نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کا نام بھی علی ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام بھی علی ہے۔ اسی طرح خدا کا نام بھی رشید بدیع وغیرہ ہیں اور بندوں کے نام بھی یہ ہو سکتے ہیں۔ مگر اللہ کے نام میں ان الفاظ کے معنے اور ہیں اور بندوں کے لیے دوسرے معنی اس طرح عبداللہ کے معنی اللہ کا عابد عبدالنبی کے معنی نبی کا غلام۔ اگر یہ توجیہ نہ ہو تو قرآن کی اس جیسی آیات کے کیا معنی ہوں گے کہ مِنْ عِبَادِكُمْ؟

سوال نمبر ۳ مشکوۃ کتاب الادب باب الاسامی اور مسلم جلد دوم کتاب الالفاظ من الادب وغیرہ میں ہے۔

لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَآءِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ

تم میں سے کوئی نہ کہے عبدی (میرا بندہ) تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری تمام عورتیں اللہ کی لونڈیاں ہیں لیکن یہ کہے کہ غلامی و جاریتی۔

اس سے معلوم ہوا کہ لفظ عبد کی نسبت غیر اللہ کی طرف کرنا خلاف احادیث ہے۔ لہٰذا حرام ہے۔ اور عبدالنبی میں بھی یہ بات موجود ہے لہٰذا منع ہے

جواب! یہ ممانعت کراہت تنزیہی کے طور پر ہے۔ کہ عبدی کہنا بہتر نہیں بلکہ غلامی کہنا اولی ہے۔ اسی حدیث کے تحت نووی شرح مسلم میں ہے۔

فَاِنْ قِيْلَ قَدْ قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِی اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا فَالْجَوَابُ مِنْ وَجْهَيْنِ اَحَدُهُمَا اَنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِیَ لِبَيَانِ الْجَوَازِ وَاَنَّ النَّهْیَ فِی الْاَوَّلِ لِلْاَدَبِ وَكَرَاهَةِ التَّنْزِيْهِ لَا لِلتَّحْرِيْمِ۔

اگر کہا جاوے کہ حضور علیہ السلام نے علامات قیامت میں فرمایا کہ لونڈی اپنے رب کو جنے گی (یعنی بندے کو رب فرمایا) اس کا جواب دو طرح ہے۔ ایک یہ کہ دوسری حدیث بیان جواز کے لئے ہے اور پہلی حدیث میں ممانعت ادب کے لیے ہے اور کراہت تنزیہی ہے نہ کہ تحریمی + مسلم میں اسی جگہ ہے۔ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمُ فَاِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ + اسی جگہ یہ بھی ہے۔ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَاِنَّ الْكَرْمَ الْمُسْلِمُ۔ انگور کو کرم نہ کہو کیونکہ کرم تو مسلمان ہے۔ مشکوٰۃ کتاب الادب باب الاسامی میں ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ وَاِلَيْهِ الْحُكْمُ فَلِمَ تُكَنَّى اَبَا الْحَكَمِ حکم تو اللہ ہے۔ اسی کا حکم ہے تو تیرا نام ابوالحکم کیوں ہے۔ مشکوٰۃ بہی اسی جگہ ہے۔ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَلَا رَبَاحًا وَلَا نَجِيْحًا وَلَا اَفْلَحَ، اپنے غلام کا نام یسار اور رباح اور نجیح اور افلح نہ رکھو + ان تمام احادیث میں ان ناموں سے جو ممانعت ہے۔ کراہت تنزیہی کی بنا پر ہے۔ ورنہ قرآن اور حدیث بلکہ خود احادیث میں سخت تعارض ہوگا۔ مثلاً رب خدا کا بھی نام ہے اور قرآن کریم میں بندوں کو رب فرمایا ہے۔ كَمَا رَبَّيَانِیْ صَغِيْرًا! فَارْجِعْ اِلٰی رَبِّكَ: اگر کوئی شخص کسی کو اپنا ربی یا رب کہے۔ تو مشرک نہ ہوگا۔ ہاں اگر اس سے بچے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہ نام رکھنا واجب نہیں۔

فائدہ : اگر اس زمانہ میں دلیو بندیوں، وہابیوں کو چڑانے کے لیے یہ نام رکھے تو باعث ثواب ہے۔ کیونکہ اسلامی قاعدہ بلکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ جس بات سے دشمن اسلام چڑتا ہے۔ اس سے اسے خوب چڑاو مثلاً حج کے رمل رطواف کے وقت اکاندھا ہلانا یعنی پہلوانوں کیطرح چلنا محض کفار مکہ کو چڑانے کے لیے ہوا جب انہوں نے اہل ایمان پر طعنہ کیا کہ مکہ کو چھوڑ کر مدینہ گئے تو کمزور پڑ گئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اے میرے یارو پہلوانوں کیطرح کاندھے ہلاو تاکہ دشمن کادل جلے اسکی مزید تفاصیل فقیر کی کتاب "بد مذاہب سے بیزاری" میں ملاحظہ ہوں۔

غلامئ رسول

ہمیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر ناز ہے۔ اور اس میں دارین کی فلاح و بہبودی اور ہزاروں مشکلات سے نجات کا موجب ہے۔

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ

سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک کشتی پر سوار ہوا وہ ٹوٹ گئی تو میں اس کے ایک تختے پر سوار ہو گیا۔ وہ تختہ ساحل پر آلگا۔ وہاں میرے سامنے ایک شیر آ گیا۔ میں نے شیر سے کہا کہ تو نہیں جانتا میں سید العالمین کا غلام ہوں سفینہ میرا نام ہے یہ سن کر شیر نے گردن جھکالی اور دم ہلاتا ہوا میرے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر میرے ساتھ چلا یہاں تک کہ مجھے راستہ پر ڈالا پھر اس نے ہلکی سی آواز نکالی میں سمجھا کہ یہ مجھے وداع کرتا ہے۔ (خصائص کبری ص ۶۵ ج ۲)

فائدہ : اس روایت کو ابن سعد و ابو یعلیٰ و بزار و ابن منذر و حاکم و بیہقی و ابو نعیم نے نقل کیا۔ اور حاکم نے اسے صحیح کہا اور بغوی و ابن عساکر وغیرہ نے

بھی نقل کیا۔ اس لیے امتی کو اس غلامی پر فخر و ناز کرنا چاہیے۔

وہ غدار امتی ہے جسے غلامی رسول سے نہ صرف نفرت بلکہ شرک نظر آتا ہے اسی لیے غلام محمد، غلام احمد، غلام نبی، غلام رسول، غلام مصطفٰے اور غلام علی غلام حسین، غلام حسن وغیرہ وغیرہ نام رکھنا غلامی رسول کی نشانی ہے۔ ہم یہ نام رکھتے ہیں اور ایسے اسماء پر ہمیں ناز بھی ہے کہ محبوبانِ خدا کے غلام ہیں۔

افسوس تو اس امتی کا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو تو شرک کہتا ہے۔ لیکن خود غیر کا غلام بنا پھرتا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔

دیوبندی غیر کے بندے

مرثیہ رشید احمد گنگوہی وہابی میں مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی نے لکھا ہے کہ قبولیت اسے کہتے ہیں۔

مقبول ایسے ہوتے ہیں۔ عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی۔ جس سے معلوم ہوا کہ مولوی رشید احمد صاحب کے کالے بندے یوسف ثانی کہلاتے ہیں۔ غرضکہ عبد نسبت غیر خدا کی طرف قرآن و حدیث و اقوال فقہاء اور اقوال مخالفین سے ثابت ہے۔ عرب والے عام طور پر کہتے ہیں۔ عبدی حُرٌ شاعر کہتا ہے۔ اَلْوَاھِبُ المائۃِ الھجانِ وَعَبْدُھَا۔

لطیفہ ۱۔ تقویۃ الایمان میں علی بخش، پیر بخش، غلام علی، مدار بخش عبد النبی نام رکھنے کو شرک کہا ہے۔ مگر تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۱۳ میں رشید احمد صاحب کا شجرہ نسب یوں ہے۔ مولانا رشید احمد ابن مولانا ہدایت احمد ابن قاضی پیر بخش ابن غلام حسن ابن غلام علی بن۔ اور ماں کی طرف سے نسب نامہ یوں لکھا ہے۔ رشید احمد ابن کریم النسا بنت فرید بخش ابن غلام قادر ابن محمد صالح ابن غلام محمد۔ دیوبندی بتائیں کہ مولوی رشید احمد صاحب کے خاندانی بزرگ مشرک و مرتد تھے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟

اگر تھے۔ تو ہر تد کی اولاد حلالی ہے یا حرامی (بنیوا تو جردا) ایسے ہی انکے دیگر اکابر کے آباء اجداد اور امہات کی نسب کا حال ہے۔ تفصیل آئیگی (انشاء اللہ)

علماء فقہاء و اولیاء کے عبدالنبی و عبدالرسول وغیرہ

بطور نمونہ چند بزرگوں (علماء و اولیاء) کے اسماء عبدالنبی و عبدالرسول وغیرہ دکھا دوں تا کہ ثابت ہو کہ اسلاف صالحین رحہم اللہ کے مذہب سے ہٹ کر یہ "وہابی دیوبندی"، محض انگریزوں کو خوش کرنے پر شرک کہتے ہیں۔

۱- صاحب در مختار خطبہ در مختار میں اپنا شجرہ علمی بیان فرماتے ہیں۔ فَاِنِّیْ اَرْوِیْہِ عَنْ شَیْخِنَا الشَّیْخِ عَبْدِ النَّبِیِّ الْخَلِیْلِیِّ. میں اس کو اپنے شیخ عبدالنبی خلیلی سے روایت کرتا ہوں، معلوم ہوا کہ صاحب در مختار کے استاد کا نام عبدالنبی تھا۔

تمام علمائے عرب و عجم کے اکابر علماء و مذاہب اربعہ ہیں نجدیوں وہابیوں کے خلاف یہی لکھا ہے، کہ عبدالنبی و عبدالرسول نام رکھنا جائز ہے۔ یہاں تک کہ ان نجدیوں کے محترم علامہ عالم حرمین حضرت شیخ محمد عابدی انصاری نے اس مسئلہ میں ایک رسالہ تحریر فرمایا (تحبیر قطبیہ)

۲- عبدالنبی گنگوہی از اولاد عبدالقدوس گنگوہی قدس سرہ تفصیلی حالات "تذکرہ علماء ہند"، اردو ص ۳۲۶ اسی میں ہے کہ ایک مروزی نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر طعن کیا تو آپ نے اس کے رد میں ایک رسالہ لکھا ہی۔ عبدالنبی شطاری حنفی مذہب اور ۵۰ کتب کے مصنف (تذکرہ ص ۳۲۷

۴. ملا عبد النبی احمد نگری بن قاضی عبد الرسول العثمانی آپکی تصانیف مشہور ہیں جامع الغموض شرح کافیہ آپ کی تصنیف ہے۔ (تذکرہ علمائے ہند ص ۳۲۸)

نوٹ: یہ باپ بیٹا دونوں دیوبندیوں، وہابیوں کے لیے یک نشد دو شد ہیں۔

۵۔ عبد الرسول مولانا عماد الدین کے والد گرامی (حدائق ص ۵۱۰)

نوٹ!: تاریخ اسلام بھری پڑی ہے اس میں ہر شعبہ اسلامی کے نامور علماء و مشائخ اور فقہا مفسرین و محدثین عبد النبی، عبد الرسول اسماء والے بکثرت گذرے ہیں۔ اور وہ علماء مشائخ اس دور اختلاف سے بہت عرصہ پہلے ہو گذرے ہیں۔

پیر بخش، محمد بخش

اس طرح جس غیر اللہ کے اسم کے ساتھ بخش ہو۔ جیسے محمد بخش، احمد بخش، رسول بخش نبی بخش، پیر بخش، حسین بخش، علی بخش، عمر بخش وغیرہ سب وہابیوں، نجدیوں، دیوبندیوں کے نزدیک شرک اور حرام ہے یہ بھی انکی وہی بد مذہبی ہے۔ ورنہ ان اسماء کے جواز میں ذرہ بھر بھی شک نہیں اس لیے کہ بخش فارسی لفظ ہے۔ یہ جب کسی اسم کے ساتھ آئے گا تو فاعل کا معنی دے گا۔ جیسے فارسی لغت کا قاعدہ ہے۔ جس کا نام محمد بخش ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ قیامت میں میری شفاعت حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے۔ اس امید پر یہ نام رکھ لیا۔ گویا تفاؤلاً وہ اس نام سے موسوم ہے۔ اور یہ تفاؤل شرعاً صحیح ہے۔

فائدہ یہ تو شرک نہ ہوا بلکہ عین اسلام ہوا۔ ایسے ہی پیر اور غوث اور علی سے

تعلق کسی محبوب خدا سے جتلایا تو بیڑا پار ہو گیا جیسا کہ ہزاروں واقعات اسپر شاہد ہیں منجملہ انکے دھوبی والا واقعہ بھی ہے۔ جیسے مولوی اشرف علی تھانوی نے ذکر کیا کہ قبر میں ایک بندے نے کہا کہ میں غوث اعظم کا دھوبی ہوں تو اس پر نجات ہو گئی۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۲، ۴ وغیرہ وغیرہ۔

ایک شخص نکیرین کے سوالات کے جواب میں کہا کہ میں بایزید رحمۃ اللہ علیہ کا تبار بردار ہوں اس جواب پر اسکی بخشش ہو گئی (روح البیان)

اور بہجۃ الاسرار وغیرہ میں ہے کہ غوث اعظم شیخ عبدالقادر نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میری مسجد اور میری خانقاہ سے گذر گیا اس پر قیامت کے روز عذاب نہ ہوگا۔

نوٹ: اس قسم کے واقعات فقیر نے رسالہ "نسبت بگت" میں درج کئے ہیں۔

فائدہ: بخش اور غلام اور عبد کی نسبت محبوبان خدا کی طرف مجاز ہے اور مجاز عرف میں بلکہ قرآن مجید میں عام ہے۔

جیسے: قَتَلَ الْاَمِيْرُ اللِّصَّ وَ بَنَا قَصْرًا اور جیسے يَا هَامَانُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا امیر نے چور کو مارا اور محل بنایا اور اسے میرے لیے محل بنا۔ ان عبارتوں میں چور کو امیر قتل نہیں کرتا اور نہ ہی محل بناتا ہے۔ اور نہ ہامان نے محل تیار کرنا تھا۔ بلکہ نوکروں نے کرنا ہے یہ تمام اسلام کے مطابق ہے۔

کم درجہ کے حق میں وَهَبَنِيْ غُلَامًا کہنے سے اباحت اور رفیع الشان نسبت محمد بخش، احمد بخش وضع کر لینے میں شرک اور ضلالت کا مستحق ہونا سمجھ میں نہیں آتا اور نقل میں بوجہ تعدد مجال مقال نظری سے بری ہے علاوہ ازیں اشعار عرب جنکو اکابر بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے اَنَا واهِبُ

وعمر وغیرہ کے ساتھ سمجھتے ۔ چونکہ ہم اہلسنت شفاعت کے قائل ہیں اسی لیے
ہمارے نزدیک یہ اسما جائز ہیں ، اور وہابی ، نجدی وغیرہ شفاعت کے منکر
ہیں اسی لیے وہ ایسے اسمار کے مخالف ہیں ۔

اگر بخش حاصل مصدر کے معنی میں ہے ۔ جیسے فارسی کا قاعدہ ہے
کہ ایسی اضافت کے وقت حاصل مصدر کا معنی دیتا ہے ۔ تو معنی ہوگا ۔ محمد کی
عطا اور یہ معنی بھی قرآن مجید کے عین مطابق ہے ۔ قرآن مجید
میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے بی بی مریم کو جبرئیل نے فرمایا ،، لاہب
لک غلاما زکیا (،، تاکہ میں تجھے عطا کروں ، بچہ پاک ستھرا ،،) بتایئے اس معنی
پر عیسیٰ علیہ السلام جبرئیل بخش ہوئے یا نہ جیسے قرآن مجید کے اس جملہ میں
مجاز ہے ۔ تو محمد بخش وغیرہ میں بھی مجاز ہے ۔ کہ حقیقی دینے والا اللہ
تعالیٰ ہی ہے ۔ مجازاً نبی ولی کی طرف نسبت ہو تو کیا حرج ہے ۔ لیکن
رہا ہوں ، دیوبندیوں کو ہر شئے میں شرک نظر آتا ہے اس لیئے مجبور ہیں ۔
ورنہ یہ معنی ،، قاسم واللہ یعطی (بخاری) میں قاسم ہوں اللہ معطی ہے ،
کے عین مطابق ہے ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کے منکر
صرف اور صرف منافقین تھے ۔ اور اب یہ یعنی مخالفین اور قائل صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم اور آج ہم قسمت اپنی اپنی ، نصیب اپنا اپنا ۔ اگر بخش کا
معنی حصہ ہو (جیسے غیاث اللغات) میں ہے تو بھی معنی صحیح ہے
کیونکہ نام رکھنے والے تفاؤلا خود کو قیامت میں بخش کا حصہ نبی علیہ السلام
کے متعلق عقیدہ رکھتا ہے ۔ یا پیر ، غوث ، حسین ، علی ، عمر وغیرہ
رضی اللہ عنہم) کے متعلق اور یہ احادیث مبارکہ کے عین مطابق ہے
کہ کل قیامت کے دن بلکہ قبر کے حساب وکتاب کے وقت بھی جو بھی اپنا

اُلمائَتہ اِلَیھِمَان وَعَبْدِھَا + عَوْدًا یُجزِ حِیْنَ خَلَفَھَا اطْفَا لَھَا

وہ سواونٹ اور انکے نوکر عطا کرتا ہے الخ۔

یہاں عبد بمعنی نوکر اور ہم الحمد اللہ انبیاء، اولیاء اور بالخصوص اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام بے دام ہیں۔ اور اسپر ہمیں ناز ہے۔

لطیفہ مولوی اشرف علی تھانوی مجذوب بخش ہے۔ اس لیے کہ اسکی والدہ کو اولاد نہ ہوتی اسکی نانی پانی پت کے غلام مرتضیٰ نامی مجذوب کے پاس گئی۔ تو مجذوب کی نگاہ کرم سے اشرف علی پیدا ہوا۔ واقعہ کی تفصیل ہم نے آیۃ ،، ایاک نستعین ،، کی تفسیر میں لکھدی ہے۔ تھانوی کی پیدائش کا ذکر تفصیلی اسکی سوانح عمری ،، اشرف السوانح اور بہشتی زیور مدلل اور بوادر النوادر میں ہے۔

انکے مندرجہ ذیل مولویوں کے نسب نامہ میں یہی اسماء موجود ہیں۔ جنہیں یہ شرک کہتے ہیں۔ اس پر ہمارا سوال ہے۔ کہ تمہارے اکابر مشرک تھے یا موحد، اگر مشرک تھے تو تم کون ہوئے (اولاد المشرکین) اگر واقعی یہی فتویٰ صحیح ہے۔ تو اعلان کرو کہ ہم ہیں اولاد المشرکین۔

قاسم نانوتوی جسے یہ لوگ بانی دیوبند کہتے ہیں اس کا نسب نامہ یوں ہے محمد قاسم بن اسد علی غلام شاہ بن غوث محمد الخ

(سوانح قاسمی)

مولوی رشید گنگوہی جسے یہ لوگ قطب العالم کا لقب دیتے ہیں ان کا نسب نامہ یوں ہے۔

رشید احمد بن ہدایت اللہ بن احمد بن قاضی پیر بخش ابن غلام حسین بن غلام علی اور ماں کی طرف سے رشید احمد بن کریم النساء بنت فرید بخش تا ابن غلام محمد

(باقی صہ ۲۵ پر)

تذکرۃ الرشید صد ۱۳-ج ۱۔

گویا مولوی رشید احمد گنگوہی بریلوی الطرفین ہے کہ باپ کی طرف سے بھی بریلوی نام ہیں۔ اور ماں کی طرف سے بھی۔ اب بتائیے گنگوہی صاحب تو دیوبندی کیا ہوئے اس موضوع کو پھیلایا جائے تو ضخیم دفتر ہو جائے گا۔ نمونہ کے لیے انکے تین بڑوں کا لکھ دیا ہے۔ تاکہ عوام کو معلوم ہو کہ ان دیوبندیوں وہابیوں کے آباؤ اجداد بھی بریلوی مسلک سے تعلق رکھتے تھے۔ ویسے فقیر اویسی کی بات سمجھ میں آجائے تو حقیقت یہی ہے۔ کہ آج جو لوگ ہمیں مشرک و بدعتی کہتے نہیں تھکتے تو تجربہ شاہد ہے۔ کہ کہنے والا خود بگڑا ہے یا اس کا باپ ورنہ اس سے اوپر کے انکے بڑے مسلک بریلوی کے مطابق عقائد و معمولات پر زندگی بسر کر گئے۔

لطیفہ: بہاولپور کے ایک خاندان کو اپنی دیوبندیت، وہابیت پر ناز ہے۔ فقیر انکے خاندان کو آباؤ اجداد جانتا تھا۔ اور خود بھی انکے کے ایک بڑے نے اپنے خاندانی حالات خود لکھے جس کا مختصر سا تذکرہ "مشاہیر بہاولپور" مصنفہ حضرت شہاب دہلوی مرحوم میں لکھا گیا ہے۔ انکے اکابر میرے پیر و مرشد حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کے اور بعض حضرت خواجہ قاضی عاقل محمد کوٹ مٹھن شریف (قدس سرہما) کے مرید تھے میں نے اُن مولویوں کو کہلا بھیجا کہ تمہارے بڑے تو ہمارے پیر بھائی تھے۔ تم کو دیوبندیت کہاں سے چمٹ گئی۔ کھسیانے ہو کر جواب بھجوایا کہ وہ پیر تو ہمارے تھے۔ لیکن تم نے چھین لیے میں نے کہلوا بھیجا کہ پھر تو ہم غالب ہوئے اور یہ سچ ہے الا ان حزب اللہ ھم الغالبون "، اور حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ ید اللہ علی الجماعۃ "، صدق اللہ مولانا العظیم و صدق رسولہ الکریم الروف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم ھذا آخر یار قم قلم الفقیر القادری

ابی الصالح **محمد فیض احمد اویسی رضوی**

غفرلہ و بہ الکریم۔ بہاولپور پاکستان۔